لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ⁂ لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۲۰ | ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ ⁂ جولائی ۱۹۲۱ء | نمبر ۷

چندہ سالانہ — عوام عہ ، طلباء عہ

فہرست مضامین

حضرت مسیح موعودؑ کا خطاب

اپنی قوم سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کے متعلق فرماتے ہیں:- "اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اسوقت توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک انسے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں۔" پھر فرماتے ہیں:- "اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کا پیدا ہو جاوے۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔"

احمدیہ جماعت کیلئے ان الفاظ سے بڑھکر زیادہ مؤثر کونسے الفاظ ہونگے۔

مگر جائے افسوس ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو کئی سال پہلے جب جماعت کی حالت آج سے کہیں زیادہ کمزور تھی دس ہزار خریدار اس رسالہ کیلئے چاہتے تھے مگر دس ہزار تو کیا دو ہزار خریدار بھی ابھی تک جماعت نے نہیں پیدا کئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کی پرواہ نہیں ہو رہی۔ تو میری اپیل کیا اثر کریگی۔ امیر پریذیڈنٹ اور سکرٹری صاحبان ایسے ارشادات کی تعمیل کے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ والسلام

مینیجر ریویو آف ریلیجنز

ملائکہ

(حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی تقریر جلسہ سالانہ کا خلاصہ مرتب کے اپنے الفاظ میں)

باوجود اس امر کے کہ یہ ایک نہایت اہم اور دقیق مسئلہ ہے۔ اس کی طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ اس بات کو سوچنا تو درکنار کہ اسلام نے کیوں ایمان بالملائکۃ کو ایمانیات میں رکھا۔ اور کیوں ملائکہ کے وجود اور ہستی پر ایمان لانا ایسا ضروری اور لازمی قرار دیا گیا۔ کہ بغیر اس کے انسان کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ اور وہ مومن کہلانے کا مستحق نہیں بن سکتا۔ مسلمانوں میں اسلامی تہذیب اور تعلیم قرآن سے ناواقفیت اور اجنبیت اور نئی تعلیم یا یوروپین تہذیب کے اثر نے یہ خیال پیدا کر دیا۔ کہ فرشتہ کا وجود ایک وہمی اور خیالی وجود ہے اور صرف عام لوگوں پر اثر ڈالنے کے لئے قرآن کریم نے آنحضرت صلے اللہ وسلم کے دل میں پیدا شدہ خیالات کو فرشتوں کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔ ورنہ کلام الٰہی قطعاً انکی ہستی اور وجود کا قائل نہیں۔ مگر ان کا یہ خیال بالکل باطل و بے بنیاد اور عدم واقفیت تعلیم قرآن پر مبنی ہے۔ دنیا کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ تمام قومیں اپنے اپنے وقتوں میں کسی نہ کسی رنگ میں فرشتوں کے وجود پر ایمان رکھتی رہی ہیں اور تمام مذاہب کی کتابوں میں ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ زرتشتی مذہب نے اس

مسئلہ کو نہایت وسعت اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔ یہودیوں میں بھی ملائکہ کے متعلق بہت کچھ تعلیم ہے۔ ہندو مذہب میں بھی ان کے متعلق کچھ کم ذکر نہیں ہے۔ (چنانچہ ویدوں میں اجرام سماویہ کو ملائکہ تسلیم کرکے ان کی بڑی مہما کی گئی ہے اور ان کی مدح و ثنا میں ورقوں کے ورق سیاہ کر دیئے ہیں۔ اور گڑگڑا کر ان سے دعائیں مانگی گئی ہیں) پھر سپین۔ مصر اور یونان کے قدیم آثار میں بھی ملائکہ کے ذکر کا پتہ لگتا ہے۔ افریقہ کی پرانی اور وحشی قوموں میں بھی ملائکہ کے وجود کے متعلق ذکر موجود ہے۔ اور عیسائیت بھی اس بارہ میں کسی مذہب سے کم نہیں۔ چنانچہ پولوس نے بحث اُٹھائی ہے۔ کہ ملائکہ کی پرستش کی جاوے یا نہ کی جاوے۔ غرض خدائے تعالیٰ کے وجود کی طرح ملائکہ کا وجود بھی دنیا کی تمام قوموں میں بغیر زمان و مکان کی قید کے اور بغیر اس لحاظ کے کہ وہ وحشی تھیں یا تعلیم یافتہ۔ مہذب تھیں یا غیر مہذب مسلمہ طور پر مانا گیا ہے۔ حضرت نوح ؑ کے زمانہ کے جاہل عربوں اور افریقہ کے وحشی حبشیوں سے لیکر دنیا کی مہذب سے مہذب قومیں ملائکہ کے وجود کی قائل رہی ہیں۔ اس کے علاوہ جس طرح تمام قوموں میں ملائکہ کی ہستی کا عقیدہ ایک مسلّم عقیدہ رہا ہے۔ اسی طرح مختلف مذاہب میں ان کے کام بھی ایک ہی بتائے گئے ہیں۔ زرتشتیوں میں سب سے بڑے فرشتے کا نام واہومان ہے اس کے معنی ہیں اصلاح کرنے والا۔ اور یہ مترادف ہے جبرائی لفظ جبرایل کا۔ دوسرا فرشتہ ان کے ہاں آشا ہے جس کے سپرد سیاست دنیا ہے اور میکائیل کا بھی یہی کام ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے۔ کہ شیطان اور ظلمت کا مقابلہ کرنے کے لئے خدائے تعالیٰ نے فرشتے پیدا کیئے ہیں۔ اور ان کے سپرد علیحدہ علیحدہ کام ہیں۔ کسی کے سپرد آگ کا کام ہے

؎ بریکٹ کی عبارت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ہے۔

کسی کے سپرد پانی کا۔ کسی کے سپرد ہوا چلانے کا۔ اور کسی کے سپرد مینہ برسانے کا۔ کسی کے سپرد نیکی پھیلانے کا۔ اور کسی کے سپرد دنیا کی سیاست کا وغیرہ۔ اس طرح سے یہ سات فرشتے ملکر شیطان اور ظلمت کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور انسان کے دل پر اثر کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ شیطان اور بدی کا اثر اسپر نہ ہو۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انسان پاک پیدا کیا گیا ہے۔ اور فرشتوں اور شیطان یعنی نیکی اور بدی کا مقابلہ ہوتا رہیگا۔ یہانتک کہ زرتشت کی باطنی اولاد میں سے (اس بیوی کی اولاد سے جس سے کوئی جسمانی اولاد نہ تھی) میسودربھی (مسیح مبارک) آویگا۔ اسوقت نیکی اور بدی۔ شیطان اور رحمان کی آخری جنگ ہوگی۔ شیطان اپنی تمام فوجیں جمع کریگا اور مسیح مبارک دعا کریگا۔ فرشتے آسمان سے اُتریںگے اور شیطان کو شکست ہوگی۔ اور اس کی طاقت ہمیشہ کے لئے توڑی جاویگی۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کسی نبی کے کلمات ہیں جو آج اس صفائی سے پورے ہو رہے ہیں۔ اور دوسرے انبیاءؑ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہیں۔ یہودیوں کی کتابوں میں جبرائیل کا نام اسوقت سے پایا جاتا ہے جب یہ لوگ جلاوطن ہوکر ایران میں گئے۔ ایرانیوں میں جبرائیل کے معنی رحمت کا فرشتہ اور کلام الٰہی لانے والے فرشتے کے ہیں۔ بائیبل میں فرشتوں کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ زرتشتی بھی کہتے ہیں۔ کہ فرشتے خدا کی مخلوق ہیں۔ لیکن ان کو خدا کے بیٹے کہنا چاہیئے۔

اسی طرح ہندو مذہبی کتب میں ورونا وغیرہ نام آتے ہیں۔ اور ہمیں پتہ ملتا ہے کہ اس فرشتے کا سورج سے تعلق ہے۔ زرتشتیوں کے واہومان اور مسلمانوں کے جبرائیل کا بھی سورج سے تعلق ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ عام فرشتوں کا ستاروں سے تعلق ہے اور جبرائیل چونکہ تمام فرشتوں کا سردار اور سب سے بڑا ہے۔ اس کا تعلق سورج سے ہے ✤

✤ حاشیہ قرآن شریف پر بدیدہ تعمق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان بلکہ جمیع کائنات الارض

سو اتنی بڑی تحریک کہ جس کو مختلف قومیں مختلف وقتوں اور ملکوں میں تواتر سے مانتی چلی آئی ہوں۔ بے وجہ و بے معنی نہیں ہو سکتی۔ اور اس کا انکار کرنا۔ دانائی نہیں کہلا سکتا۔

اسلام ملائکۃ کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے

اس مختصر سی تمہید کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ اسلام ملائکۃ کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے۔ سب سے پہلے یہ سوال ہمارے سامنے آتا ہے۔ کہ ملائکہ مخلوق ہیں یا نہیں۔ عیسائیوں نے غلطی سے روح القدس کو خدا بنالیا۔ مگر اسلام کہتا

بقیہ حاشیہ۔ کی تربیت ظاہری و باطنی کے لئے بعض وسائط کا ہونا ضروری ہے۔ اور بعض بعض اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائک کے موسوم ہیں۔ ان کے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ ہیں۔ بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلانیوالے اور بعض مینہ کے برسانے والے اور بعض بعض اور تاثیرات کو زمین پر اتارنے والے ہیں۔ پس اس میں شک نہیں۔ کہ بوجہ مناسبت نوری وہ نفوس طیبہ ان روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتے ہونگے کہ جو آسمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ مگر اس تعلق کو ایسا نہیں سمجھنا چاہئیے۔ کہ جیسے زمین کا ہر ایک جاندار اپنے اندر جان رکھتا ہے۔ بلکہ ان نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور پر انہیں حاصل ہے روشن ستاروں کے ساتھ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے اور ایسا شدید تعلق ہے کہ اگر ان نفوس طیبہ کا ان ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے۔ تو پھر ان کے تمام قویٰ میں فرق پڑ جائیگا۔ انہیں نفوس کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اور جیسے اللہ تعالےٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا ہی (مگر اس جگہ تشبیہ کامل مراد نہیں) وہ نفوس نورانیہ کواکب و سیارات کیلئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں۔ (مسیح موعودؑ)

۲۔ مثلاً جبرائیل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیر سے تعلق رکھتا ہے (مسیح موعودؑ)

ہے۔ کہ ملائکہ خدائے تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ ام خلقنا الملائکۃ اناثاً (کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں پیدا کیا ہے)

۲۔ گو یہ مخلوق ہیں مگر ایسی لطیف روحانی مخلوق ہیں۔ کہ ان کے اصل وجود کو جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ اور اگر وہ کسی کو اس کی جسمانی آنکھوں سے نظر آجاویں۔ تو وہ ان کا اصل وجود نہیں ہوتا۔ جیسے فرماتا ہے۔ و لو جعلناہ ملکاً لجعلناہ رجلاً الخ۔ فرمایا۔ کہ یہ لوگ فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ اگر ہم ان کی خواہش کے مطابق فرشتے بھی دنیا میں بھیجیں۔ تو ان کو بھی انسان کی شکل میں بھیجنا پڑیگا ٭

۳۔ اسلام کی تعلیم کے مطابق فرشتے نہ نر ہیں نہ مادہ جیسے فرمایا ام خلقنا الملائکۃ اناثاً الخ۔ اس میں فرشتوں کے اناث ہونے کا رد کیا ہے۔ مگر چونکہ فرشتے ارواح ہیں اور ارواح میں نر و مادہ نہیں ہوتے۔ یہ تمیز تو جسمانی چیزوں میں ہوتی ہے اس لئے ملائکہ نہ نر ہیں نہ مادہ ٭

۴۔ ملائکہ کے کئی درجے اور قسمیں ہیں۔ الف۔ الذین یحملون العرش (جو عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں) عرش بمعنی تخت یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جن سے اسکی الوہیت اور عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی پہلی قسم کے وہ فرشتے ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ خدائے تعالیٰ کی ان صفات کا اظہار ہوتا ہے جو اس کی الوہیت اور عظمت و جلال کو ظاہر کرتی ہیں۔ ب۔ و من حولہ۔ دوسری قسم کے فرشتے جو حامل عرش تو نہیں۔ لیکن مقرب ہیں اور حاملین العرش کے مددگار ہیں۔ ج۔ تیسری قسم کے وہ فرشتے ہیں جن کے سپرد چھوٹے چھوٹے کام ہیں۔ اور وہ بے شمار ہیں۔ جیسے فرمایا۔ وما یعلم جنود ربک الا ھو (ترجمہ۔ اور تیرے رب کے سوا اس کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ

ہر ذرّے کا فرشتہ علیحدہ ہے ٭

۵- پانچویں بات ملائکۃ کے متعلق اسلام یہ تبلاتا ہے۔ کہ ملائکہ میں بدی کا مادہ نہیں۔ ان کا دائرہ عمل انسان کی نسبت بہت محدود ہے۔ اور ان کے اندر ایسا مادہ موجود ہے۔ کہ وہ طبعی طور پر اللہ تعالیٰ کے احکام کو پوری طرح سے بجالاتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ ویفعلون مایؤمرون یعنی جو کام ان کے سپرد ہو اس کو وہ ضرور بضرور کامل طور پر کرتے ہیں ٭

۶- ملائکہ ایسی مخلوق ہے۔ کہ وہ ارد گرد کے اثر کو قبول نہیں کرتے۔ خواہ وہ اثر اچھا ہو یا برا۔ فرمایا۔ علیھا ملائکۃ غلاظ شداد۔ یہ من کل الوجوہ غلاظ شداد ہوتے ہیں۔ مومن بھی ترقی کر کے بعض باتوں میں غلاظ شداد ہو جاتے ہیں۔ مگر ہر بات میں نہیں۔ (یاایھا النبي جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم۔ لیکن یہ بعض باتوں کے متعلق ہے) لیکن فرشتے ہر حالت میں غلاظ شداد ہوتے ہیں ٭

ب- ملائکہ دوسروں پر اپنا اثر کرتے ہیں ٭

۷- ان کی تعداد غیر محدود ہے۔ وما یعلم جنود ربك الا ھو ٭

۸- ان میں افسر اور ماتحت بھی ہیں۔ جیسے فرمایا۔ ملك الموت الذی وکل بکم (ترجمہ فرشتہ موت جسکے سپرد تمہارا کام ہے) یعنی موت کا تمام سلسلہ ایک

٭ حاشیہ۔ ان نورانی فرشتوں کو جو نورانی ستاروں اور سیاروں پر اپنا مقام رکھتے ہیں۔ اپنی ذات پاک میں اور اپنے رسولوں میں ایسے طور کا واسطہ نہیں ٹھیرایا۔ جسکے رو سے ان فرشتوں کو باقتدار یا با اختیار مان لیا جاوے۔ بلکہ انکو اپنی نسبت ایسا ظاہر فرمایا ہے۔ کہ جیسی ایک بے جان چیز ایک زندہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جس سے وہ زندہ جس طور سے کام لینا چاہتا ہے لیتا ہے۔ اسی بنا پر بعض مقامات قرآن شریف میں اجسام کے ہر ایک ذرّہ پر بھی ملائک کا نام اطلاق کر دیا گیا ہے (مسیح موعودؑ)

فرشتہ کے سپرد ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ والملائکة باسطوا ایدیھم ان اخرجوا انفسکم الخ (ترجمہ۔ اور فرشتے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر کہینگے نکالو اپنی جانیں) اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ انسانوں کی روحیں قبض کرنے پر بہت فرشتے لگے ہوئے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ یہ فرشتے اس فرشتے کے ماتحت ہیں جسکے سپرد انتظام موت ہے (جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے)

۹۔ ملائکہ کی طاقتیں اور استعدادیں انسان کی نسبت بہت محدود ہیں۔ علم اٰدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملائکة الخ (ترجمہ۔ آدم کو تمام اسماء سکھلائے پھر پیش کیا ان کو فرشتوں کے سامنے) آدم کو تمام اسماء سکھلا دیئے۔ اور اسکو حکم دیا۔ کہ وہ آگے فرشتوں کو سکھلائے۔ خدا تعالےٰ نے خود ان کو اسماء نہیں سکھلائے۔ اگر اللہ تعالیٰ خود سکھلاتا۔ تو ان میں بھی تمام وہ صفات اور استعدادیں قائم ہو جاتیں جو آدم کو عطا ہوئی تھیں۔ آدم کے بتلانے سے ان کو اسماء کا صرف علم ہوا ٭

۱۰۔ ملائکہ کے اندر ارادہ ہوتا ہے۔ مگر اس ارادے کا دائرہ بہت محدود ہوتا ہے۔ وہ اپنے مرکز سے نہیں ہل سکتے۔ اور اس دائرے کی حد سے باہر نہیں جا سکتے۔ وہ دائرہ نیکی کی طرف کسب سے اندر اندر اور بدی کی طرف عصیان سے ورے ورے ہے۔ اتجعل فیھا من یفسد فیھا۔ سے ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ میں ایک حد تک ارادہ ہوتا ہے۔ پھر وما لی من علم بالملاء الاعلےٰ اذ یختصمون (اور مجھے ملاء اعلیٰ کے متعلق کچھ علم نہیں تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے)

٭ حاشیہ۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان فی بنی اسرائیل رجل قتل تسعة وتسعین انسانًا ثم خرج یسأل فاتی راھبًا فسالہ فقال الہ توبة۔ قال لا فقتلہ وجعل یسال فقال لہ رجل ایت قریة کذا وکذا فادرکہ الموت

اس سے بھی اظہار ارادہ ہوتا ہے۔

۱۱- ملائکہ عالم الغیب نہیں۔ جیسے فرمایا۔ ویوم یحشرھم جمیعاً ثم یقول للملائکۃ اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون۔ قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن۔ یہاں فرشتے اپنے معبود ہونے سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی عبادت دنیا میں ہوتی رہی ہے۔ پھر آدم علیہ السلام میں معاملہ کے اپنے علم کے محدود ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا۔ پھر حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ بعض آدمیوں کے اعمال کو اچھا سمجھ کر فرشتے ان کو خدا کے حضور میں پیش کرنے کے لئے لیجاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سُنکر فرماتے ہیں۔ اضربوا عمل ھذا الفاعل بوجھہ (ترجمہ۔ مارو اس عمل کو کرنے والے کے مونہہ پر)

بقیہ حاشیہ۔ فناء بصدرہ نحوھا فاختصمت ملائکۃ الرحمۃ وملائکۃ العذاب فاوحی اللہ الیٰ ھٰذہٖ ان تقربی والیٰ ھذہٖ ان تباعدی فقال قیسوا ما بینھما فوجد الیٰ ھذہٖ اقرب بشبرٍ فغفر لہ۔

حضرت ابو سعید راوی ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ۹۹ انسانوں کو قتل کیا پھر وہ اپنے گھر سے نکلا پوچھتا پھرتا تھا کہ کسی طرح اسکی مغفرت ہو سکتی ہے۔ پس وہ ایک راہب کے پاس پہنچا۔ اسے پوچھا۔ کہ کیا (اگر میں توبہ کروں) میری توبہ قبول ہو جاویگی۔ راہب نے کہا نہیں سو اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اور پھر پوچھتا پھرتا تھا۔ (کہ کوئی طریقہ اسکی بخشش کا نکل آوے) پس ایک شخص نے اسکو کہا۔ کہ فلاں بستی میں جاؤ وہاں تیرے سوال کا جواب تجھ مل سکیگا) وہ اس بستی کی طرف جا رہا تھا۔ کہ راستے میں اسکو موت آ گئی۔ لیکن جب تک اسمیں حس و قوت رہی وہ اپنے سینے کو اُٹھا کر اس بستی کی طرف کرتا تھا۔ اسکی موت کے بعد دوزخ اور جنت کے فرشتوں میں جھگڑا۔ (ہر فریق اسکو اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا تھا) پس اللہ نے

۱۲- الگ الگ چیزوں کے الگ الگ فرشتے ہیں۔ حدیث شریف* میں آتا ہے۔ کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ پر احد کے دن سے بھی کوئی دن سخت گذرا ہے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہاں۔ یوم عقبہ مجھ پر یوم احد سے زیادہ سخت تھا جب میں ابن عبد یالیل بن عبد کلال رئیس طائف کے پاس اسکو تبلیغ اسلام کرنے کے لئے گیا۔ تو اس نے بجائے میری دعوت قبول کرنیکے میرے پیچھے شہر کے بدمعاشوں کو لگا دیا۔ میں مغموم و رنجیدہ ہو کر واپس آرہا تھا جب میں قرن ثعالب (ایک مقام کا نام ہے) پر پہنچا۔ تو میں نے بادل کے ایک ٹکڑے کو اپنے اوپر سایا کئے ہوئے دیکھا جب میں نے اوپر نظر اٹھائی تو مجھے جبرائیل نظر آیا۔ اس نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ

---

* حاشیہ - ان عائشة قالت للنبی صلے اللہ علیہ وسلم هل اتی علیك یوم کان اشد من یوم احدٍ قال لقد لقیت من قومك ما لقیت وکان اشدُّ ما لقیت منهم یوم العقبةِ اذ عرضت نفسی علے ابن عبد یالیل بن عبد کلال فلم یجبنی الی ما اردت فانطلقت وانا مهمومٌ علے وجهی فلم استفِق الا وانا بقرن الثعالِب فرفعت راسی فاذا انا بسحابةٍ قد اظلتنی فنظرت فاذا فیها جبریل فنادانی فقال ان اللہ قد سمع قول قومك لك وما ردوا علیك وقد بعث الیك ملك الجبال لتامره بما شئت فیهم فنادانی ملك الجبال فسلم علیّ ثم قال یا محمد فقال ذالك فیما شئت ان اطبق علیهم الاخشبین فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم بل ارجو ان یخرج اللہ من اصلابهم من یعبد اللہ وحده لا یشرك به شیئًا۔ بخاری کتاب بدء الخلق (مرتب)

نے اس سلوکِ بد کو جو طائف کے لوگوں نے آپ سے کیا ہے دیکھا ہے۔ اور ملک الجبال کو آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اور ملک الجبال نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مکے کے دونوں طرف کے پہاڑوں کو ملا کران کو تباہ کردوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ بل ارجوا ان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ لا یشرک بہ شیئاً۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ انہی میرے ستانے والوں کی پشتوں سے وہ اولادیں پیدا ہونگی جو خدا کو واحد جانینگے۔ بخاری کتاب بدءالخلق۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہاڑ کا فرشتہ الگ تھا۔ پہاڑوں کے متعلق تمام کام اس کے سپرد تھا۔ ورنہ حضرت جبرائیل خود مدد کرتے۔

۱۳۔ ملائکہ مختلف صفات الٰہیہ کے مظہر ہیں۔ بعض ایک صفت کے مظہر ہیں بعض دو صفات کے۔ بعض تین کے بعض اس سے زیادہ صفات کے۔ جیسے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے الحمد للہ فاطر السموات والارض جاعل الملائکۃ رسلاً اولی اجنحۃ مثنیٰ وثلاث وربٰع (ترجمہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے زمین و آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور جو فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجتا ہے۔ جن میں سے بعض دو بعض تین اور بعض چار پروں والے ہیں۔ یعنی بعض دو بعض تین بعض چار صفات الٰہی کے مظہر ہیں)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء پر وقت نزول وحی جبریل کا پورا پرتو نہیں پڑتا تھا۔ اور وہ خدائے تعالیٰ کی بعض صفات کا مظہر تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی تمام صفات کا اظہار پورے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہیں ہوا۔ مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جبریل اپنے کامل اور پورے پرتو میں چھ سو پروں کے ساتھ نازل ہوا۔ یعنی اس کے ذریعہ خدائے تعالیٰ کی چھ سو صفات کا اظہار ہوا۔ اور اتنی ہی خدا کی صفات انسان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اجنحہ کے معنی صفات کے ہیں۔

یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ان پروں سے مراد ظاہری پر نہیں کیونکہ یہاں نزول کے ساتھ پروں کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ نزول کے وقت پروں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صعود کے وقت ہوتی ہے معلوم ہوا۔ یہ کوئی اور ہی قسم کے پر ہیں ؀

ملائکہ کے کام

۱۔ ملائکہ کلام الٰہی لاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اللّٰہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس (۲۲-۷۶)۔ (اللہ تعالیٰ انسانوں اور فرشتوں میں سے رسول چن لیتا ہے)

۲۔ انسان کی روح قبض کرتے ہیں۔ قل یتوفّٰکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الیٰ ربکم ترجعون (۳۲-۱۱)

۳۔ شریر لوگوں پر ان کے ذریعہ عذاب نازل ہوتا ہے۔ الف۔ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللّٰہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ وقضی الامر (۲-۲۰۶) (کیا یہ انتظار کر رہے ہیں اسوقت کا کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے بادلوں کے سایہ میں اتریں اور بات کا فیصلہ ہو۔ یعنی ابر عذاب آجاوے)

ب۔ یوم یرون الملائکۃ لا بشریٰ یومئذٍ للمجرمین (۲۵-۲۴) جس دن وہ فرشتوں کو دیکھینگے۔ اس دن مجرموں کے لئے بشارت نہیں ہوگی۔

ج۔ ماننزل الملائکۃ الا بالحق وما کانوا اذاً منظرین۔ جب فرشتے اُتریں تو پھر مہلت نہیں ملتی ؀

د۔ ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملائکۃ او یاتی بعض آیات ربک یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفساً ایمانھا لم تکن اٰمنت من قبل الخ (۶-۱۵۹) کیا یہ فرشتوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن اگر وہ آگئے تو ادھر وہ آئینگے اور اُدھر یہ تباہ ہو جائینگے ؀

۴۔ مومنوں کی مدد کرتے ہیں اور تسلّی دیتے ہیں۔ انّ الّذین قالوا ربنا اللّٰہ

ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا...... نحن اولیاء وکم فی الحیوٰۃ الدنیا (۴۱-۳۱) جو لوگ ایمان لا کر استقامت اختیار کرتے ہیں انپر فرشتے اُترتے ہیں۔ کہ خوف و غم نہ کرو...... ہم تمہارے دوست ہیں اس دنیا میں۔

ب۔ اذ تقول للمومنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ الاف من الملائکۃ منزلین۔ (۳-۱۲۰) (جب تو مومنوں کو کہتا تھا کہ کیا تمہارے لئے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ معمولی فرشتے تھے۔ یعنی وہ فرشتے جو ہر انسان کے ساتھ ایک ایک لگا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ ملک الموت تو تمام فوج کفار کو اکیلا ہی کافی تھا)

۵۔ کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالتے ہیں۔ اذ یوحی ربك الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب الخ (۸-۱۲) (جب وحی کی تیرے رب نے ملائکہ کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مومنوں کو ثابت قدم بناؤ۔ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دونگا) پھر فرمایا (ب) سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا۔ (۳-۱۴۴) ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دینگے۔

اس رعب کے متعلق تاریخ میں ایک لطیف واقعہ آتا ہے۔ ابوجہل نے کسی شخص کا کچھ قرض دینا تھا۔ وہ اسکو ادا نہیں کرتا تھا۔ وہ شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگا۔ کہ آپ غریبوں کی مدد کرنے میں مشہور ہیں۔ میرا روپیہ ابوجہل سے دلوا دیجیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ابوجہل کے پاس پہنچے۔ اور اسکو قرض ادا کرنے کو کہا۔ ابوجہل نے بغیر چون و چرا کے اس شخص کا روپیہ اسکو دیدیا۔

بعد میں اس سے کسی نے پوچھا۔ کہ تم تو محمد رسول اللہ کو جھوٹا سمجھتے ہو۔ اور اسکو ذلیل خیال کرتے تھے اس کے کہنے سے روپیہ کیوں دیدیا۔ کہنے لگا۔ کہ اسوقت مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ محمدؐ کے دونوں طرف خونخوار اونٹ ہیں جو اگر میں نے انکار کیا۔ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے۔ یہ رعب الملائکہ تھا۔

ج۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لوگوں کو مباہلہ پر بلایا۔ کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ پھر حضرت خلیفہ ثانی نے حسن نظامی اور دیوبندیوں کو چیلنج دیا۔ لیکن کوئی میدان میں نہ نکلا۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ وہ ملک جو انسان کے ساتھ لگایا گیا ہے وہ اس کے دل میں رعب ڈالتا رہتا ہے ؛

۶۔ توحید الٰہی کو دنیا میں قائم کرتے ہیں۔ یوں تو سارے کام ہی فرشتے کرتے ہیں۔ مگر اس کے سرانجام دینے کے لئے مخفی مخفی ذرائع استعمال میں لاتے ہیں۔ اور یہ ہر فرشتے کا کام ہے۔ اس سے کوئی مستثنٰی نہیں شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط (۳-۱۶) (اللہ تعالیٰ نے گواہی دی۔ کہ وہی ایک قابل عبادت ہستی ہے فرشتوں نے بھی گواہی دی اور صاحب علم لوگوں نے بھی)

۷۔ انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور لوگوں کے دلوں میں نبی وقت کے قبول کرنے کی تحریک کرتے ہیں اور وحی کرتے ہیں لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ والملائکۃ یشھدون الخ (۴-۱۶۷) (اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ جو کچھ اس نے تیری طرف اُتارا ہے وہ اپنے علم سے اُتارا ہے اور فرشتے بھی شہادت دیتے ہیں) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ؛

۸۔ خدائے تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرتے ہیں۔ وتری الملائکۃ حافین

من حول العرش یسبحون بحمد ربھم (۳۹-۷۹) تو دیکھتا ہے فرشتوں کو عرش الٰہی کے اِرد گرد گھومتے ہوئے۔ اور اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے ؛

(۲) ویسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ (۱۳-۱۴)

اور تسبیح کرتی ہے کڑک اور فرشتے بھی اللہ کے خوف سے ؛

۹-(۱) عام فرشتے تمام اہل ارض کے لئے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ و یستغفرون لمن فے الارض۔ (بخشش مانگتے ہیں تمام اہل زمین کے لئے) یہی دعا آخر میں دوزخ کو خالی کریگی۔

(۲) خاص ملائکہ مومنوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویومنون بہ ویستغفرون للذین اٰمنوا (۴۰-۷) یعنی حامل عرش اور دوسرے مقرب ملائکہ مومنوں کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح مومنوں کے لئے عام فرشتوں اور خاص فرشتوں دونوں کی طرف سے دعائیں ہوتی رہتی ہیں ؛

۱۰- قوانین نیچر کی آخری علت ہیں۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ ملائکہ کے اثر سے ہو رہا ہے۔ بارش ہو رہی ہے تو ملائکہ کے اثر سے۔ زہر اگر اثر کرتا ہے تو ملائکہ کے اثر سے۔ آگ کا اثر بھی ملائکہ کے حکم سے ہوتا ہے جب تک وہ ملک جس کے ماتحت زہر ہے وہ زہر کو حکم نہ دے۔ زہر اثر نہیں کرسکتا۔ اسی طرح تریاق۔ بارش۔ ہوا۔ آگ وغیرہ کا حکم ہے۔ ملائکہ کے سپرد قسم قسم کے کام ہیں۔ والمقسمات امراً ؛

۱۱- ملائکہ مومنوں کے درجوں کے بلند ہونیکی دعائیں کرتے رہتے ہیں یعنی انپر درود بھیجتے رہتے ہیں

(الف) ھوالذی یصلی علیکم وملائکتہ (۳۳-۴۲)

(اللہ تم پر درود بھیجتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے بھی)

(ب) ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ (۳۳-۵۶) (اللہ تعالیٰ اور فرشتے آنحضرتؐ پر درود بھیجتے رہتے ہیں)

۱۲- بعض ملائکہ کا کام سوائے عبادت کے کچھ نہیں- حدیث* میں آتا ہے کہ آسمان پر ایک بالشت بھی جگہ نہیں جہاں پر فرشتے نہیں جو اللہ کی عبادت کر رہے ہیں- اور قیامت تک عبادت کیئے جائینگے اور قیامت کو سر اٹھا کر کہینگے کہ تیری عبادت کا حق ہم سے ادا نہیں ہو سکا:

۱۳- لوگوں کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون (۸۲-۱۱) (تمہارے اوپر محافظ فرشتے ہیں- وہ تمہارے اعمال کو لکھتے رہتے ہیں)

(ب) ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید (۵۰-۱۶) ہر بات جو انسان زبان سے نکالتا ہے فرشتے اسکو محفوظ رکھتے ہیں:

۱۴- مقبولوں کی شہرت اور قبولیت دنیا میں پھیلاتے ہیں- حدیث* شریف میں آتا ہے- کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص سے محبت کرتا ہے- تو جبریل کو

---

* عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احب اللہ العبد نادی جبریل ان اللہ یحب فلانا فاحببہ- فیحبہ جبریل فینادی جبریل فی اھل السماء ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض- بخاری کتاب بدء الخلق (مرتب)

---

* ما فی السماء موضع قدم الا علیہ ملک ساجد او قائم الخ-

فسالت جبریل فقال ھذا البیت المعمور یصلی فیہ کل یوم سبعون الف ملک اذا خرجوا لم یعودوا الیہ اخرما علیھم الخ

بخاری کتاب بدء الخلق - (مرتب)

کہتا ہے۔ کہ مَیں فلاں شخص سے محبّت کرتا ہوں۔ تو بھی اس سے محبّت کر۔ تب جبرئیل بھی اس سے محبّت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبرئیل اہل آسمان میں پکارتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبّت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ تب تمام فرشتے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد اسکو فرشتوں کے ذریعہ زمین میں قبولیت حاصل ہوتی ہے ؎

اس آزادی کے زمانہ میں بڑے بڑے نو تعلیم یافتوں اور عہدہ داروں کو حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں لا ڈالنا۔ جھوٹے مدعیوں ظہیر۔ یار محمد وغیرہ کی طرف لوگوں کا توجہ نہ کرنا ملائک کی تحریک کے ماتحت ہے ؎

۱۵- یہ خدا کے ماموروں اور مرسلوں کے غلام بنائے جاتے ہیں۔ کہ دنیا میں انکے مشن کی اشاعت کریں۔ اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشراً من طین۔ فاذا سوّیتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا۔ کہ مَیں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے لگا ہوں۔ جب مَیں اسکو ٹھیک کرکے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکوں۔ تو تم اس کے آگے سجدہ کیلئے گر جاؤ۔ یعنی کمال انکسار سے اسکی نصرت اور خدمت میں لگ جاؤ اور ایسی خدمتگذاری میں جھک جاؤ کہ گویا تم اسے سجدہ کر رہے ہو ؎

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

”جاننا چاہیئے۔ کہ یہ سجدہ کا حکم اسوقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کیئے گئے۔ بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم دیا گیا۔ کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے۔ اور اعتدال انسانی اسکو حاصل ہو جائے اور خدائے تعالیٰ کی روح اس میں سکونت اختیار کرے۔ تو تم اس کامل کے آگے سجدہ میں گرو یعنی آسمانی انوار کے ساتھ اسپر اترو اور اسپر صلوٰۃ بھیجو۔

سو یہ اس قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے۔ جو خدائے تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی زمانہ میں اعتدال روحانی حاصل کر لیتا ہے اور خدائے تعالیٰ کی روح اس کے اندر آباد ہوتی ہے۔ یعنی اپنے نفس سے فانی ہو کر بقا باللہ کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ تو ایک خاص طور پر نزول ملائکہ کا اس پر شروع ہوتا ہے۔ اگرچہ سلوک کے ابتدائی حالات میں بھی ملائکہ اسکی نصرت اور خدمت میں لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ نزول ایسا اتم و اکمل ہوتا ہے۔ کہ سجدہ کا حکم رکھتا ہے۔

۱۶۔ ملائکہ ہر انسان کے دل میں نیک تحریکیں کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ کام خاص اس فرشتے کا ہے جو ہر انسان کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ کافر کے دل میں رعب بھی وہی فرشتہ ڈالتا ہے جو اس کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ فرشتہ انسان کو نیک تحریک کرتا ہے اور شیطان بد تحریک۔ انسان اگر فرشتے کی تحریک پر عمل کرے۔ تو پھر وہ اور تحریک کرتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کی نیک تحریکوں پر انسان عمل کرتا جائے۔ تو وہ انسان کا دوست ہو جاتا ہے۔ اور انسان پھر شیطان کے خطرے سے بہت حد تک مامون و مصئون ہو جاتا ہے۔

۱۷۔ ملائکہ لوگوں کو علم سکھاتے ہیں۔ اور ان کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جو لوگ علم کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ ان پر علم کی روشنی ڈالیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث ہے۔ کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ اسلام کیا ہے۔ احسان کیا ہے۔ ایمان کیا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوالات کے جواب دیئے۔ اسکے چلے جانے کے بعد حضورؐ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ جانتے ہو یہ کون شخص تھا۔ حضرت عمر رضؓ نے عرض کی کہ حضورؐ مجھے تو علم نہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ جبرئیل تھا۔ اس کی اس طرح تمام لوگوں کے سامنے آکر سوالات کرنیکی یہ غرض تھی۔ کہ تمہیں دین کے ضروری مسائل سے واقفیت ہو جائے۔ (اتاکم یعلمکم دینکم) ملائکہ صرف دینی علوم ہی نہیں سکھلاتے۔ بلکہ جن لوگوں کو دنیاوی علوم کا شوق ہوتا ہے۔ ان کو ان علوم میں مدد دیتے اور ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور جن کو دینی مسائل میں دلچسپی وانہماک ہوتا ہے ان کو مذہبی مسائل سکھاتے رہتے ہیں۔ ایڈیسن موجودہ زمانے کا بہت بڑا امریکن موجد کہتا ہے۔ کہ اس کی تمام بڑی بڑی ایجادیں فوری تحریک کے ماتحت ہوئی ہیں ؛

فرشتوں کے علوم سکھلانے کے طریق کو جاننے کے لئے پہلے علم النفس کے اس مسئلہ کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ دماغ کے تین حصے ہیں۔ (۱) دماغ کا اگلا حصہ جس کے ذریعہ سے ہم دیکھتے۔ سُنتے۔ بولتے اور سمجھتے ہیں۔ اسکو انگریزی میں کانشس مائنڈ (Conscious mind) کہتے ہیں۔

(۲) دوسرا اس سے پیچھے کا حصہ جس میں تمام وہ باتیں جو انسان دیکھتا ہے یا سنتا ہے ذخیرہ کے طور پر جمع رہتی ہیں۔ جو ہر وقت تو انسان کو یاد نہیں ہوتیں مگر یاد کرنے یا متکلم کے خیالات کے آپسمیں تعلق اور ربط سے جس کو انگریزی میں Association of ideas کہتے ہیں یاد آجاتی ہیں۔ اس حصہ کو انگریزی میں سب کانشس مائنڈ Sub-Conscious mind کہتے ہیں۔

(۳) تیسرا دماغ کا حصہ اس سے بھی ورے کا ہے۔ جس میں جو باتیں یا علوم رکھے جاتے ہیں۔ ان کو انسان اگر خود یاد کرنے کی کوشش کرے تو وہ یاد نہیں آتے۔ ہاں اس مضمون پر جس کے متعلق ایسا ذخیرہ اس کے دماغ کے اس حصہ میں موجود ہو اگر انسان تقریر کرے۔ تو بغیر اس بات کو محسوس کیئے ہوئے کہ یہ علم کہاں سے آرہا ہے وہ اسپر گھنٹوں تقریر کر سکتا ہے یا ایک بسیط اور جامع

تحریر اس مضمون کے متعلق لکھ سکتا ہے۔ اس حصۂ دماغ کو انگریزی میں ہائپر سب کانشس مائنڈ Hyper Sub Conscious mind کہتے ہیں اور یہی وہ حصہ ہے۔ کہ جس میں فرشتے انسان کے لئے ذخیرہ علم جمع کر دیتے ہیں۔ خدا کے پیاروں کو اس امر کا خوب تجربہ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرشتے نے ایک رات میں چالیس ہزار عربی الفاظ کا مادہ سکھلا دیا۔ اور یہ فرشتے کا ایک رات کا پڑھایا ہوا سبق تھا۔ کہ عرب و عجم کے فصحاء و بلغاء باوجود چیلنج اور انعامی اشتہار دینے کے حضرتؑ کے مقابلہ میں عربی لکھنے سے عاجز آ گئے۔ حضرت محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ مجھے فرشتوں نے بہت سے علوم سکھائے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو بھی ملائکہ نے بہت سے علوم سکھائے ہیں۔ چنانچہ حضور نے کئی دفعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ میری عمر کوئی ۱۶۔۱۷ سال کی تھی۔ کہ ایک رات رؤیا میں مجھے ایک گھنٹی کی ٹن ٹن کی آواز سنائی دی۔ وہ آواز پھیلتے پھیلتے ایک وسیع میدان بن گئی۔ جس میں مجھے ایک شکل نظر آنے لگی جو آہستہ آہستہ صاف ہو گئی اور معلوم ہوا کہ وہ ایک فرشتہ ہے جس نے مجھے کہا۔ کہ کیا میں تمہیں کچھ سکھاؤں۔ میں نے کہا۔ ہاں سکھاؤ۔ اس نے مجھے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھلانی شروع کی اور ایاک نعبد پر پہنچکر کہنے لگا۔ کہ لوگوں نے صرف اسی حد تک تفسیریں لکھی ہیں۔ مگر میں تمہیں آگے بھی سکھلاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے سورۃ فاتحہ کی ساری تفسیر مجھے سکھائی۔ بیدار ہونے پر مجھے صرف اتنا یاد تھا۔ کہ وہ تفسیر بڑی لطیف تھی۔ باقی میں سب کچھ بھول گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے خطبے اور لیکچر سننے والے احباب جانتے ہیں۔ کہ بیسیوں دفعہ حضور نے اس سورۃ کو اپنے خطبوں میں پڑھا اور ہمیشہ

ہی نئے نئے معارف و نکات کا انکشاف ہوا۔ اس کے متعلق ہی ایک لطیف واقعہ بھی ہے۔ ایک دفعہ امرتسر میں ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی فٹ بال کی ٹیم میچ کھیلنے کے لئے گئی۔ ہماری ٹیم جیت گئی۔ میچ کے بعد وہاں کے مسلمانوں نے ایک جلسہ کیا جس میں حضور سے تقریر کرنیکی استدعا کی گئی۔ اس جگہ کو جاتے ہوئے جہاں حضور کا لیکچر ہونا تھا راستے میں حضور نے اپنے ساتھیوں میں سے بعض سے کہا۔ کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے۔ کہ جب کبھی بھی میں سورۃ فاتحہ پر تقریر کرونگا مجھے نئے نکات سمجھائے جائینگے۔ حضورؓ تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اسوقت سوائے سورۃ فاتحہ کے کوئی آیت حضور کی زبان پر نہیں آتی تھی۔ اور حیران تھے کہ کیا بیان کروں جو آناً فاناً حضور کے دل میں ایک نہایت لطیف نکتہ سورۃ فاتحہ کے مضمون کے متعلق ڈالا گیا۔ جو اسوقت حضور نے اپنی تقریر میں بیان کیا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ سورۃ فاتحہ میں خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی ہے۔ کہ تم یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہودی یا عیسائی ہونے سے بچائے۔ حالانکہ اسوقت جب یہ آیت اتری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوّلین مخاطب مشرکین تھے اور شرک اسوقت عرب میں اپنے زوروں پر تھا۔ ظاہری حالات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تو یہ دعا ہونی چاہیئے تھی۔ کہ مولیٰ ہمیں مشرک ہونے سے بچا۔ مگر سورۃ فاتحہ میں اس دعا کا نشان تک نہیں۔ اصل میں اس دعا میں ہی اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان پیشگوئی فرمادی۔ کہ عرب میں شرک کی عمر اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے اور اسلام ہمیشہ کے لئے شرک کے گند اور پلیدگی سے بالکل محفوظ ہو جائیگا۔ لیکن یہودیت اور عیسائیت قیامت تک اسلام کے ساتھ جائینگی۔ اور یہ بات صرف عالم الغیب ذات ہی بتا سکتی تھی۔ اس نکتہ کو حضور نے نہایت تفصیل سے بیان فرمایا۔

سو اختصاراً یہ ہے طریق فرشتوں کا انسان کو دینی علوم سکھانے کا۔

کیا ملائکہ کو بھی انسان سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے

اس کے متعلق جہانتک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تحقیق ہے اور حضور نے قرآن کریم اور احادیث سے استنباط کیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان فرشتوں کے لئے دعا کر سکتا ہے۔ اور فرشتوں کو دعا کا فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ جبرئیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو السلام علیکم کہتا تو حضور جواب میں وعلیکم السلام فرماتے۔ حضرت عائشہ رض کے متعلق بھی آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رض کو کہا۔ کہ جبرئیل تمہیں سلام کہتا ہے۔ تو حضرت عائشہ رض نے جواب میں وعلیہ السلام کہا۔ شروع شروع میں تشہد میں مسلمان جبرئیل پر بھی سلام بھیجتے تھے۔ اسکے علاوہ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم کے پاس آکر آپ کو سلام کہا۔ تو آپنے بھی جواب میں سلام کہا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ فرشتوں کے لئے دعا کرنے سے ان کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے۔

عن عائشہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لھا یا عائشہ ھذا جبریل یقرأ علیك السلام فقالت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الخ

{ بخاری کتاب بدء الخلق
باب ذکر الملائکۃ }

جماعت احمدیہ کا ایڈریس

بخدمت

ہزایکسیلنسی حضور وائسرائے ہند

۲۳- جون ۱۹۲۱ء کو شملہ میں ہماری جماعت کی طرف سے ہزایکسیلنسی لارڈ ریڈنگ بالقابہ وائسرائے ہند کی خدمت میں جو خیر مقدم کا ایڈریس پیش ہوا۔ اور جس کے متعلق مختصر سی اطلاع گذشتہ رسالہ میں دی جا چکی ہے۔ وہ اور اس کا جواب درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ایڈریس

رائٹ آنریبل سر روفس ڈانیل اسحٰق

پی- سی وجی- سی- بی وجی- سی- ایس- آئی وجی- سی- آئی- ای وکے

سی- وی- او- ارل آف ریڈنگ وائسرائے و گورنر جنرل ہند

خوش آمدید جناب عالی ہم قائم مقامان جماعت احمدیہ جناب کے تقرر عہدۂ وائسرائلٹی پر جناب کو اپنے امام کی طرف سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور جناب کو اور جناب کے توسط سے ہزایکسیلنسی لیڈی ریڈنگ کو اس ملک میں تشریف آوری کے موقعہ پر تہ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں ؛

سلسلہ احمدیہ کی بنیاد جناب عالی! ہماری جماعت نسبتاً نہایت ہی قلیل عرصہ سے قائم ہوئی ہے۔ اور اس سلسلہ کی بنیاد پڑی کو صرف اکتیس برس ہوئے ہیں۔ ہمارے سلسلہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پنجاب کے ایک

رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا حال سر لیپین گرفن کی کتاب پنجاب چیفس میں درج ہے۔ ان کے والد نے شورش غدر کے فرو کرنے میں اپنی طاقت سے بڑھکر خدمات کی تھیں۔ اور ان کے بڑے بھائی خود سیالکوٹ کی باغی فوج کے مقابلہ میں ترموں گھاٹ پر جنگ میں شامل ہوئے تھے۔ اور جنرل نکلسن نے اپنی ایک تحریر میں تسلیم کیا ہے کہ آپ کا خاندان اس شورش کے زمانہ میں اپنی ضلع کے سب خاندانوں سے زیادہ وفادار ثابت ہوا ہے۔ آپ نے ۱۸۹۱ء میں اس موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ جسے مسلمانوں کی کتب میں مہدی یا مسیح اور مسیحیوں کی کتب میں مسیح کر کے پکارا گیا ہے۔ جیسا کہ ایسے موقعہ پر ہوا کرتا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کرنا تھا کہ ہندوستان کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک ان کی مخالفت کا سخت جوش پیدا ہو گیا۔ اور تمام مذاہب کے پیروؤں نے عموماً اور انکے ہم مذہبوں نے خصوصاً ان کی اور ان کے ماننے والوں کی جن کی تعداد پہلے سال ایک سو سے زیادہ نہ تھی۔ اسقدر سخت مخالفت کی کہ سوائے پہلے زمانہ کے نبیوں کے اور انکی جماعتوں کے کسی مذہبی فرقہ کی اسقدر مخالفت نہیں پائی جاتی ؀

جناب عالی! یہ وہ وقت تھا۔ کہ ہندوستان میں مہدی کا دعویٰ کرنا معمولی بات نہ تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ متواتر اور تلخ تجربوں سے اس نتیجہ پر پہنچ چکی تھی کہ جب کوئی مہدی نمودار ہوا۔ اسی وقت ملک کا امن برباد ہو جائیگا اور بے گناہ لوگوں کی جانیں مذہب کے نام پر ظلم کے دیوتا کی بھینٹ چڑھائی جائینگی ؀

مشکلات کے باوجود ترقی

مگر باوجود ان تمام روکوں کے بانی سلسلہ علیٰ رؤس الاشہاد اس بات کا اعلان کرتے رہے کہ وہ ان سب مشکلات پر غالب آجائینگے۔ اور ان کا سلسلہ دنیا کے کناروں تک پھیل جائیگا۔ کیونکہ ان کو خدا نے بتایا ہے کہ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلاؤں گا۔

اور دنیا کی بعید ترین مسافتوں سے لوگوں کو تیرے پاس کھینچ کر لاؤں گا۔
مہینہ کے بعد مہینہ اور سال کے بعد سال اس دعویٰ کے بعد گذرتا گیا۔ اور
مخالفت مختلف بواعث سے بار بار زیادہ سے زیادہ شدید صورتوں میں ظاہر
ہوتی چلی گئی۔ لیکن باوجود اس کے ایک ایک کر کے اس سلسلہ میں لوگ داخل
ہوتے چلے گئے۔ اور آج سے تیرہ سال پہلے جب بانی سلسلہ علیہ السلام فوت ہوئے
تو ان کی جماعت کی تعداد ہزاروں سے گذر کر لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔

دنیا میں قیام امن کیلئے بانی احمدیت کی خدمت

جناب عالی! دنیا کی اس مذہبی خدمت کے ذکر کرنے کا یہ موقعہ نہیں۔ جو ہمارے سلسلہ کے بانی نے کی ہے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ جناب اس
خدمت کو معلوم کر کے خوش ہونگے۔ جو انہوں نے دنیا کے امن کے قیام
کے لئے کی ہے۔ جس وقت آپنے دعویٰ کیا ہے۔ اسوقت تمام عالم اسلامی جہاد
کے خیالات سے گونج رہا تھا۔ اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول
کے پیپہ کی طرح بھڑکنے کے لئے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ
نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے
خلاف اسقدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گذرے تھے
کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لئے خطرہ
کا موجب خیال کر رہی تھی۔ اس کے لئے ایک غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔
جو لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے تھے وہ تو اس امر کی سچائی کے قائل ہوتے ہی
تھے۔ جو سخت سے سخت مخالف تھے۔ اور جنہوں نے جہاد کے معنوں کے
انکار کی وجہ سے جو لوگوں میں رائج تھے۔ بانی سلسلہ پر کفر کا فتویٰ دیا تھا۔
ان کو بھی دلائل کے زور کے آگے اپنے خیالات کو بدلنا پڑا۔ اور مخالف علماء
میں سے کئی نے صاف لفظوں میں اس تعلیم کو تسلیم کر لیا۔ جو اس مسئلہ

کے متعلق بانی سلسلہ دیتے تھے جتنی کہ "پایونیر" میں سرحدی حالات کے ضمن میں اس امر کو تسلیم کیا گیا۔ کہ اس سلسلہ کی اشاعت نے لوگوں کے خیالات میں ایک عجیب تغیر پیدا کر دیا ہے *

قیام امن کی تعلیم

شروع دن سے وہ اس امر پر زور دیتے رہے ہیں کہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہر شخص جس حکومت کے ماتحت رہتا ہے اس کی وفاداری اس کا فرض ہے۔ اور اس کی حکومت میں امن کا قیام اس پر واجب ہے اور یہ تعلیم ایسی اعلیٰ ہے۔ کہ اگر دنیا اس تعلیم پر عمل کرے۔ تو نہ صرف اندرونی فسادہی دُور ہو جائیں۔ بلکہ بہت سی جنگوں کا بھی سدِّباب ہو جائے۔ کیونکہ ایک قوم دوسری قوم کے خلاف اسی خیال کی وجہ سے جنگ پر آمادہ ہوتی ہے۔ کہ خود اسی کے بعض افراد اس حملہ آور قوم کے ساتھ ملکر ملک کو برباد کر دینگے۔ تو وہ اعلان جنگ کرنے سے پہلے کافی طور پر غور کرنے پر مجبور ہو گی *

سلسلۂ احمدیہ کی وسعت

جناب عالی! بانی سلسلہ کے حالات اور اس کی تعلیم کے بیان کرنے کے بعد ہم جناب کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ گو یہ سلسلہ تھوڑے ہی عرصہ سے قائم ہوا ہے۔ مگر اس کی شاخیں اسوقت تک مندرجہ ذیل ممالک میں قلیل یا کثیر تعداد میں قائم ہو چکی ہیں۔ ہندوستان تو اس کا مولد ہے ہی۔ اس کے تمام علاقوں کے علاوہ یہ سلسلہ افغانستان۔ ایران بخارا۔ عرب۔ شام۔ سٹریٹس سٹلمنٹ اور سیلون کے علاقوں میں برِّاعظم ایشیا پر پھیل چکا ہے۔ اور برِّ اعظم افریقہ میں سے برٹش ایسٹ افریقہ یوگنڈا۔ بلجیئم ایسٹ افریقہ۔ نٹال۔ مصر۔ سیرالیون۔ نائیجیریا۔ ماریشس میں اس کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور پچھلے دو ماہ کے عرصہ میں گولڈ کوسٹ کے ساحل پر پانچ ہزار کے قریب آدمی اس سلسلہ میں نئے شامل ہوئے ہیں۔ برِّ اعظم یورپ بھی اس کے افراد سے خالی نہیں۔ پانچ سال سے ہمارا مشن انگلستان میں قائم ہے اور

اسوقت تک سو سے زیادہ انگریز اور دوسری یورپین اقوام کے آدمی اسمیں شامل ہو چکے ہیں اور پٹنے میں ایک مسجد تیار کرنے کے لئے زمین خریدی گئی ہے۔ جرمنی میں بھی بعض آدمی اپنے طور پر اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ براعظم امریکہ کی طرف ہمارا رُخ صرف ایک سال سے ہوا ہے۔ لیکن اس عرصہ میں دو درجن کے قریب امریکن اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور بہت سے لوگ متوجہ ہو رہے ہیں۔ غرض یہ سلسلہ کوئی مقامی سلسلہ نہیں ہے۔ بلکہ اپنی قوت جذب کی وجہ سے تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اور ہر سال اس کی جڑ زمین میں آگے سے زیادہ دھنستی جاتی ہے۔ اور اس کا تنہ زیادہ مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ مگر اس ترقی کے مقام پر ہم پھولوں کی سڑک پر سے گذرتے ہوئے نہیں پہنچے بلکہ اس تک پہنچنے میں ہم نے ہر ایک عزیز شئے کو قربان کیا ہے۔ حتے کہ افغانستان میں ہمارے دو آدمی جن میں سے ایک اتنی بڑی وجاہت کا عالم تھا کہ امیر حبیب اللہ خان آنجہانی کی تاجپوشی کی رسم اسی نے ادا کی تھی محض اس سلسلہ میں داخل ہونے کے سبب سے مارے بھی گئے ہیں۔

گورنمنٹ کی وفاداری

جناب عالی! جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں ہمیں اپنے امام کی طرف سے یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت بھی ہم رہیں۔ اس کے پورے طور پر فرمانبردار رہیں۔ اور امن میں خلل کبھی نہ ڈالیں۔ اور یہ تعلیم ہمارے ہمیشہ مدنظر رہی ہے۔ ہم نے ہر مشکل کے وقت اور بے امنی کے زمانہ میں برطانیہ کی گورنمنٹ کی وفاداری کی ہے۔ اور جناب کے پیشرو کے ان الفاظ سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے۔ جو انہوں نے اپنے ایک خط میں ہماری جماعت کے موجودہ امام کے نام لکھے تھے۔ چنانچہ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری لکھتے ہیں:۔

"میں حضور وائسرائے کی خواہش کے مطابق حضور وائسرائے کی طرف

سے جناب کی چٹھی مورخہ ۲ مئی کا جسمیں آپ نے تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت کی ان کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ جو انہوں نے فسادات پنجاب کے دوران میں قیام امن کیلئے کیں۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گو اس سے پہلے بھی حضور وائسرائے کو پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ آپ کی خدمات کا (جن کا اعتراف گورنمنٹ پنجاب ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ کرچکی ہے) علم ہو چکا ہے۔ مگر وہ آپکے کام کی تفصیل کو دیکھکر بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کی طرف سے آپکو ایسے مشکلات کے مقابلہ میں گورنمنٹ سے اظہار وفاداری کی مبارکباد دوں۔"

جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی ہے۔ تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھکر مدد دی۔ اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی۔ جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے کے رُک گئی۔ ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اسکے لئے نام لکھوا چکے تھے۔ اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔ اس موجودہ ایجی ٹیشن کے موقعہ پر جو کچھ ہماری جماعت نے خدمات کی ہیں وہ موجودہ امن کے قیام میں ایک بڑا حصہ رکھتی ہیں اور یقیناً یہ ہمارے امام کی کتاب "ترک موالات از روئے احکام اسلام" ہی تھی جس نے ہندوستان کے ان علماء کا منہ بند کر دیا جو گورنمنٹ سے ترک موالات کا فتویٰ از روئے شریعت اسلام دے رہے تھے اور جس کی مدد سے ہماری جماعت کے سٹوڈنٹس ترک موالات کی رَو کے روکنے میں بہت کچھ خدمت کر سکے۔

جناب عالی! یہ ایک نہایت ہی مختصر خاکہ ہے۔ ان خدمات کا جو ہمارا سلسلہ قیام امن کے لئے بادشاہ معظم کی وفاداری میں کرتا رہا ہے۔ اور اس کے بیان کرنیکی یہ ضرورت پیش آئی ہے۔ کہ ہم جناب کو بتائیں کہ اسی رُوح کو لیکر ہم آج جناب

کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور اسی رُوح کے ساتھ ہم جناب کو ہندوستان میں ملک معظم کا سب سے بڑا قائم مقام سمجھ کر یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم ممکن اور جائز طریقہ سے جناب کے زمانہ میں جناب کے ارادوں اور تجویزوں کو کامیاب بنانیکی کوشش کرینگے۔ اور ہندوستان میں قیام امن کی کوشش اور اس کی ترقی کیلئے سعی اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ملکر آپ کا ہاتھ بٹائینگے۔ اور مخالفوں کی مخالفت اور دشمنوں کی دشمنی انشاء اللہ ہمیں اس مقصد سے پھیر نہ سکیگی ؛

ہم خوشامدی نہیں

جناب عالی! ہمارے دشمن ہمیں خوشامدی کہتے ہیں اور بعض گورنمنٹ کے حکام یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بوجہ قلیل التعداد جماعت ہونیکے ہم گورنمنٹ کی وفاداری کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن نہ اول الذکر نے کبھی یہ سوچا ہے۔ کہ ہم کس غرض سے خوشامد کرتے ہیں اور نہ ثانی الذکر نے ادھر توجہ کی ہے۔ کہ جبکہ گورنمنٹ کی تائید کر کے ہم تکلیف دیئے جاتے ہیں۔ اگر ہم ایجی ٹیٹروں کے ساتھ مل جاتے۔ تو وہ ہم کو سروں پر اُٹھائے پھرتے۔ پھر ہمیں گورنمنٹ کی وفاداری میں کیا فائدہ ہے۔ جناب اپنے عملہ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ ہم نے کبھی گورنمنٹ سے اپنی خدمات کا صلہ طلب نہیں کیا۔ اور ہم ایسا کرنا اپنے اصول کے خلاف خیال کرتے ہیں۔ ہم من حیث الجماعت جو خدمت کرتے ہیں۔ اور یہی خدمت بڑی خدمت ہے۔ اسکے بدلہ میں ہم کبھی کسی صلہ کے نہ طالب ہوئے ہیں اور نہ انشاء اللہ آئیندہ ہونگے

جناب عالی! گو ہم تھوڑے ہیں۔ مگر ہماری جماعت نہایت منتظم ہے۔ اور ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایک امام کی اتباع میں کام کر رہی ہے۔ پس بعض خدمات ہم ایسی انجام دے سکتے ہیں۔ جو بڑی جماعتیں بھی نہیں دے سکتیں۔ ہم نسبتاً کمزور ہیں۔ اور تعداد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمارے ذرائع دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نسبت نہیں رکھتے۔ مگر ہم آپکو یقین

دلاتے ہیں کہ جب کبھی بھی ملکی خدمت کا سوال پیدا ہوا۔ اور حضور ملک معظم کی وفاداری کے اظہار کا موقعہ آیا۔ آپ ہمارے دلوں کو خدا کے فضل کے ماتحت پیچھے ہٹتا نہیں پائینگے ؎

امن کس طرح ہو سکتا ہے

ہم آخر میں جناب کی خدمت میں اس عظیم الشان خدمت کی نسبت بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں جس کے انجام دینے کے لئے حضور ملک معظم نے جناب کو منتخب کیا ہے۔ کیونکہ یہ بھی مرحبا ہی ہے۔ جس میں عملی طور پر کوئی فائدہ پہنچایا گیا ہو۔ ایسی مرحبا جو محض لفظ ہے۔ آپکی قابل قدر نہیں ؎

جناب عالی! ہم ان لوگوں میں شامل نہیں ہیں جو مرجانیوالے کی مذمت کرتے اور ہر آنیوالے کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم جناب کو یقین دلاتے ہیں کہ ملک کی اس وقت کی خطرناک حالت آپکے پیشرو کے کسی فعل کا نتیجہ نہیں۔ اور محض حکام کی تبدیلی اس میں تغیر پیدا نہیں کریگی۔ یہ حالت لمبے سلسلہ واقعات کا نتیجہ ہے۔ جو بیسیوں سال سے چلا آرہا ہے اور کوئی اعلان خواہ کتنی ہی آزادی کا مشعر ہو۔ اپنی ذات میں اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ جناب من۔ ہمارے نزدیک اس کا ایک ہی علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ حکام اور رعایا دونوں کو اچھی طرح یقین دلایا جائے کہ وہ خدا نہیں ہیں۔ وہ محض انسان ہیں۔ جب تک حکام اس امر کو نہ سمجھ لیں کہ وہ انسان ہیں۔ انسے غلطیوں کا ہونا ناممکن نہیں۔ اور ان کا یا ان کے افسروں کا ان غلطیوں کو تسلیم کر لینا ان کی حقیقت کے منافی نہیں۔ تب تک کوئی امن نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب تک ہندوستانی اس امر کو نہ سمجھ لیں۔ کہ وہ بھی انسان ہیں۔ اور برطانوی حکام بھی انسان ہیں۔ اسلئے نہ تو یہ ناممکن ہے کہ ان سے کوئی غلطی ہو۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ حکام سے کوئی غلطی نہ ہو ؎

مگر چونکہ پچھلی بات پہلی بات کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے۔ اور چونکہ ملک [illegible] آج ایسی آسان نہیں جیسے ایک خاص طبقہ کی اصلاح۔ اس لئے ہم جناب کی خدمت میں

باادب التجا کرینگے۔ کہ جناب حکام میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش فرماویں کہ:۔

(۱) اگر ان سے یا ان کے ماتحتوں سے کوئی غلطی ہو۔ تو وہ کسی غیر حقیقی عزت کی حفاظت کی فکر میں نہ پڑ جایا کریں۔ بلکہ اس مقصد کو مدِّ نظر رکھا کریں۔ جس کے پورا کرنے کے لئے حضور ملک معظم کی گورنمنٹ نے ان کو منتخب فرما کر ہزاروں میل کے فاصلہ پر بھیجا ہے۔ اور

(۲) ان کا سلوک ہندوستانیوں سے برادرانہ ہونا چاہیئے نہ کسی اور قسم کا۔

ہمارے نزدیک ان باتوں کی اگر اصلاح ہو جائے۔ تو ہندوستانی طریق عمل خود بخود بدل جائیگا۔ لیکن جناب من یہ کام آسان نہیں ہے۔

جناب من! جناب نے اعلان فرمایا ہے کہ آپ کے عہد حکومت کا نصب العین تمام اقوام میں برابری ہوگا۔ مگر ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ صرف اقوام میں ہی برابری نہ ہو۔ تمام مدارج میں بھی برابری برتی جائے۔ تب جا کر امن قائم ہوگا۔

نو آبادیوں کے متعلق

اس اندرونی انتظام کے متعلق کچھ عرض کرنیکے بعد ہم جناب کی خدمت میں بیرونی سیاست کے متعلق بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستانیوں کو عموماً اس سلوک کے خلاف شکایت ہے۔ جو انکے ساتھ دوسری برٹش کالونیز میں کیا جاتا ہے۔ اور اس شکایت میں وفادار سے وفادار آدمی بھی اس گروہ کے ساتھ شامل ہے۔ جو حد سے بڑھا ہوا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جناب کی توجہ اس کی طرف خاص طور پر رہیگی۔ اور نہ صرف جناب اس برائی کے دور کرنے کی کوشش فرماوینگے۔ بلکہ اس کوشش سے اہل ہند کو بھی پورے طور پر واقف رکھیں گے تاکہ وہ دھوکے میں نہ رہیں۔

معاملات ٹرکی کے متعلق مشورہ

دوسرا معاملہ قریب مشرق کے سوال کا ہے جس کے متعلق ہم جناب کو توجہ دلانا چاہتے ہیں ہم لوگ مذہباً سلطان ٹرکی کو خلیفہ نہیں مانتے اور اسوجہ سے اپنے ابنائے وطن کی

ملامت کا نشانہ بن رہے ہیں۔ مگر ہم اس کے متعلق یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم کو ٹرکی حکومت کی مصیبت میں ہمدردی ضرور ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک اس طرح معاملہ نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ ہونا چاہیئے۔ اور ہمارے نزدیک چونکہ یہ ایسی غلطی ہے۔ جس کی ہر وقت اصلاح ہوسکتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ گورنمنٹ ہند اسکے لئے جدوجہد کو ترک کردے۔ اگر پچاس سال کے بعد برٹش گورنمنٹ کی مدد سے السس لورین فرانس کو واپس مل سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ موجودہ تصفیہ کے بعد سمرنا اور تھریس جن میں یقیناً ترکی عنصر زیادہ ہے۔ ترکوں کو واپس نہ دلائے جاسکیں ؎

حجاز کی آزادی

مگر ہمارے نزدیک جناب من! اس سے بھی زیادہ یہ سوال اہم ہے۔ کہ حجاز کی آزادی میں کسی قسم کا خلل نہیں آنا چاہیئے جب حجاز کی آزادی کا سوال پیدا ہوا ہے تو اسوقت یہی سوال ہر ایک شخص کے دل میں کھٹک رہا تھا۔ کہ کیا ترکوں سے اس ملک کو آزاد کرنیکا یہ مطلب تو نہیں کہ بوجہ بنجر علاقہ ہونے کے وہاں کی آمد کم ہوگئی۔ اور حکومت کے چلانیکے لئے ان کو غیر اقوام سے مدد لینی پڑیگی۔ اور اس طرح کوئی یوروپین حکومت اس کو مدد دیکر اسے اپنے حلقہ اثر میں لے آئیگی ؎

نئی خبریں اس شبہ کو بہت تقویت دینے لگی ہیں۔ ریوٹر نے پچھلے دنوں مسٹر چرچل جو وزیر نوآبادی ہاہیں۔ انکی ایک سکیم کا ذکر کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر حجاز گورنمنٹ اپنے بیرونی تعلقات کو برٹش گورنمنٹ کی نگرانی میں دیدے اور اندرون ملک کے امن کا ذمہ لے۔ تو گورنمنٹ برطانیہ اس کو سالانہ مالی امداد دیا کریگی جناب من! اس سے تین شبہ پیدا ہوتے ہیں۔ جن کے ازالہ کی طرف جناب کو فوراً ہوم گورنمنٹ کو توجہ دلانی چاہیئے ؎

اوّل یہ سکیم وزیر نوآبادی ہا نے تیار کی ہے۔ جس کا آزاد ممالک سے کوئی تعلق نہیں رہتا

(۲) فارن تعلقات کا کسی حکومت کے سپرد کر دینا آزادی کے صریح منافی ہے ۔

(۳) اندرون ملک میں امن کے قیام کی شرط آزادی کے مفہوم کو اور بھی باطل کر دیتی ہے ۔

یہ تو گورنمنٹ کے اصل کاموں میں سے ہے۔ اس شرط کے سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ کہ اگر کسی وقت ملک میں فساد ہو گا۔ تو برطانیہ کی گورنمنٹ کا حق ہو گا کہ وہاں کی حکومت کو بدل دے یا وہاں کے انتظام میں دخل دے یا فوجی دخل اندازی کرے۔ اور یقیناً اس قسم کی آزادی کوئی آزادی نہیں یہ پوری ماتحتی ہے۔ اور فرق صرف یہ ہے۔ کہ برطانیہ حجاز پر براہِ راست حکومت نہ کریگی بلکہ ایک مسلمان سردار کی معرفت حکومت کریگی اگر حجاز کی حکومت اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتی تو اسکو ترکوں کو انہی شرائط پر واپس کر دینا چاہیئے۔ جن شرائط پر کہ مسٹر چرچل اسے انگریزی حکومت کے ماتحت رکھنا چاہتے ہیں ۔

پس ہم امید کرتے ہیں کہ جناب اس غلط قدم کے اُٹھانے کے خطرناک نتائج پر ہوم گورنمنٹ کو فوراً توجہ دلائینگے۔ اور اس کے نتائج کو جلد شائع فرمائینگے ۔

مُبارکباد ہم آخر میں جناب کو اس عہدۂ جلیلہ پر ممتاز ہو کر ہندوستان تشریف لانے پر مبارکباد اور خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپکے قدم کو صحیح راستہ پر چلائے۔ اور خدا کرے۔ کہ آپکے ذریعہ سے ہندوستان کا بگڑا ہوا امن پھر قائم ہو۔ اور زخمی دلوں پر مرہم لگے۔ خدا آپ کو دین و دنیا میں سچے راہ کی طرف ہدایت کرے ۔

ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کا جواب

آپ صاحبان سے جو جماعت احمدیہ کے نمائندے ہیں آج مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور آپ نے جو اپنے سیکرٹری صاحب کے ذریعہ سے میرے وائسرائے ہند ہونے پر مبارکباد دی ہے۔ اس کیلئے میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں میں نے آپ کے سلسلہ کی ابتدا اور ترقی کے بیان کو نہایت دلچسپی سے سُنا ہے۔ اور آپ کی جماعت نے جو خدمات شاہنشاہ معظم کی کی ہیں۔ اُن کو سُنکر مجھے نہایت اطمینان ہوا ہے ؂

آپ صاحبان میں مختلف طبقوں اور پیشوں کے قائم مقام ہیں جنہیں دیکھ کر میں متاثر ہوا ہوں۔ اور خاصکر یہ دیکھ کر کہ اس وفد میں آپکے سلسلہ کے مقدس بانی کے دو فرزند بھی شامل ہیں۔ مجھے کمال خوشی ہوئی ہے ؂

جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

اور یہ بات اور بھی اطمینان کا موجب ہے۔ کہ آپ میں سے بہت سے آدمی ایسے ہیں جو اپنے لباس۔ اپنی وردی اور اپنے سینوں کے تمغوں سے یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ وہ اس وفاداری کو برقرار رکھنے کے لئے جو انہیں حضور ملک معظم سے ہے۔ اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے آئندہ بھی اسی طرح تیار ہونگے۔ جیسے کہ وہ پہلے تیار تھے ؂

میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں آپ کی جماعت کی خدمات کا اپنے پیشرو سے کم قدردان نہیں ہوں آپنے جو وفاداری کی روح بعض دفعہ بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کر کے ظاہر کی ہے نیز وہ امداد جو آپکی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچی ہے۔ وہ قابل مبارکباد ہے ؂

اہم مسائل

اسوقت میری گورنمنٹ کو جو اہم مسائل درپیش ہیں۔ آپنے ان کا اپنے ایڈریس میں معتدل الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کے متعلق آپنے بعض حل بھی پیش کئے ہیں

خاصکر وہ مسائل جو مشرق قریب سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے اُنپر بہت زور دیا ہے ہندوستان کے اندرونی اہم معاملات سے جو گورنمنٹ کو مشکلات زیر پیش ہیں۔ انکی طرف بھی آپ نے اشارہ کیا ہے۔ اور ہندوستانیوں کے شہریت کے حقوق جو انکو برطانوی علاقوں اور مقبوضات اور نوآبادیوں میں حاصل ہونے چاہئیں۔ ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ تسلیم کرینگے کہ ان تمام دقیق اور پیچیدہ مسائل کو مفصل بیان کرنے کی اس ایڈریس کے جواب میں گنجائش نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ آپکو تو یہ سہولت ہے کہ آپنے اپنی معروضات میرے سامنے پیش کرکے ایک طرح سے اپنی ذمہ واری سے فراغت حاصل کرلی ہے۔ مگر انکو عملی جامہ پہنانیکا مشکل کام گورنمنٹ کے کندھوں پر باقی رہتا ہے۔ لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ تمام سوالات ہمیشہ پورے طور پر گورنمنٹ کے مدنظر رہتے ہیں ۔

عہدنامہ سیورس

آپ خاص طور پر اس بات کو یاد رکھیں۔ کہ گورنمنٹ ہند ہمیشہ کوشش کرتی رہتی ہے۔ کہ ٹرکی کے ساتھ شرائط صلح ایسے طریق سے ہوں جنمیں مسلمانان ہندوستان کے مذہبی جذبات کا زیادہ لحاظ رکھا جائے میں ذاتی علم کی بناء پر کہتا ہوں۔ کہ لارڈ چیمسفورڈ یا مسٹر مانٹیگو پر ہندوستانی مسلمان جائز طور پر کوئی حرف نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ ان دونوں جلیل القدر صاحبان نے نہایت زور سے مسلمانان ہندوستان کے خیالات کی نمائندگی کی ہے۔ اور انکو اتحادی اقوام کے سامنے پیش کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ اگر اہل ہند کو واقعات کا زیادہ صحیح علم ہوتا تو ہندوستان کے ان دو ممتاز دوستوں کی خدمات زیادہ فراخدلی سے تسلیم کیجاتیں۔ جب سے میں ہندوستان میں اپنے موجودہ عہدے پر آیا ہوں۔ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے۔ کہ حضور ملک معظم کی گورنمنٹ کے سامنے ان خیالات کو ظاہر کرتا رہوں۔ مسلمانان ہندوستان کی کوششیں ناکام نہیں رہیں۔ آپکے ہموطن بھائیوں کے تازہ وفد نے مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم اور ملک معظم کی گورنمنٹ کے سامنے ان خیالات کو ظاہر کیا ہے۔ اور جیسا کہ آپکو علم

ہے۔ اس وفد سے نہایت ہی ہمدردانہ سلوک کیا گیا ہے۔ میری اس سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک چیز جو انہوں نے مانگی۔ اس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔ یہ تو بہت مشکل تھا اور درحقیقت وزیر اعظم صاحب نے تشریح بھی کر دی تھی۔ کہ وہ انکی تمام معروضات کو قبول نہیں کر سکتے لیکن جیسا کہ آپ تسلیم کرینگے۔ کہ انہوں نے معاہدہ سیورس کو ٹرکی کے حق میں مناسب طور پر ترمیم کرانے کے متعلق جو وعدہ کیا۔ اور جس طرح انہوں نے اپنے اختیارات کو برتا۔ یہ انکی کوئی معمولی بات نہیں "

رہی یہ بات کہ یہ شرائط اب تک دول متعلقہ نے قبول نہیں کیں۔ اسمیں وزیر اعظم یا گورنمنٹ برطانیہ کا کوئی قصور نہیں۔ کاش یہ واقعات جنکا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ زیادہ لوگوں تک پہنچکر تسلیم کرلئے جاتے۔ میں جانتا ہوں کہ بہت سے مسلمان کھلے طور پر اس بات کو تسلیم کرینگے۔ کہ وزیر اعظم نے وفد کا ہمدردانہ رنگ میں جو استقبال کیا ہے۔ اس سے حالت بہت کچھ سنور گئی ہے۔ اور بعد ازاں مسٹر مانٹیگو کے ان بیانات نے جو انکشاف کیا ہے جنہیں وہ شرائط بھی شامل ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ یونان اور ٹرکی کو پیش کرنیکے لئے تیار ہے۔ اور جن کو منوانے کے لئے اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہی ہے ان سے ملکی حالت میں اور بھی زیادہ تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانان ہند میں بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو بجائے اسکے کہ گورنمنٹ کی ان کوششوں کا اعتراف کریں۔ جو مسلمانان ہند میں اطمینان اور قناعت پیدا کرنے کے لئے گورنمنٹ کر رہی ہے۔ سلطنت انگریزی پر نکتہ چینی کہنے اور گورنمنٹ ہند کو پریشان کرنے کے زیادہ خواہشمند رہتے ہیں"

گورنمنٹ برطانیہ کا رویہ کمال پاشا کے متعلق

اسوقت بعض لوگوں کا رحجان اس طرف زیادہ ہے کہ برطانیہ کو دشمن اسلام کے طور پر ظاہر کیا جائے اور انگورا میں کمال پاشا کی حکومت کے

مقابلہ میں ملک معظم کی گورنمنٹ کی جو روش ہے اسکی طرف انگشت نمائی کی جائے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ واقعات اس کی تائید نہیں کرتے۔ یہ افواہ کہ گورنمنٹ برطانیہ نے کمال پاشا کو الٹی میٹم دیا ہے۔ جہانتک میرا علم ہے۔ بالکل بے بنیاد ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ افواہ کہاں سے نکلی ہے۔ کیونکہ میں نے اس کے متعلق کوئی بات بھی نہیں سُنی۔ ملک معظم کے وزراء نے اکثر موقعوں پر اس امر کی تردید کی ہے کہ وہ ایشیائے کوچک کی جنگ میں یونانیوں کو کسی قسم کی امداد دے رہے ہیں۔ جن لوگوں نے ہندوستان میں یہ خیالات پھیلائے ہیں۔ کہ ملک معظم کی گورنمنٹ نے کمال پاشا کی حکومت کے معاملے میں جو کارروائی کی ہے۔ اس سے اپنی اسلام کی مخالفت کا ایک اور ثبوت دیا ہے اور ایک آخری اسلامی حکومت کو کچل دینے کی ایک تازہ مثال قائم کی ہے۔ ان پر بڑی ذمے داری عائد ہوتی ہے۔ اس بیان میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں۔ اس سے بڑھکر اور کونسی بات دُور از صداقت ہوگی۔ جو یہ کہا جائے۔ کہ برطانیہ اسلامی طاقت کو تباہ کرنیکے لئے میدان میں نکل آیا ہے۔ مسلمانان ہندوستان کے دلوں میں بے چینی اور تکلیف پیدا کرنے کے لئے اس سے بڑھکر کسی بیان کی حاجت معلوم نہیں ہوتی ✤

گورنمنٹ برطانیہ اور ٹرکی

اسوقت جو واقعات رُونما ہو رہے ہیں۔ اور ملک معظم کی گورنمنٹ کی طرف سے جو کوششیں ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ مسٹر ونسٹن چرچل کی تقریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ ان سے امید پڑتی ہے کہ ٹرکی کے ساتھ ایک معقول عہدنامہ ہوجانے کی خواہش پوری ہوجائیگی۔ مجھے یقین ہے کہ یونان و ٹرکی کی جنگ میں جس غیر جانبداری کا ملک معظم کی گورنمنٹ نے اب پھر اعلان کیا ہے وہ بدستور جاری رہے گی۔ اور اگر مشرق قریب میں یہ جدوجہد کچھ دیر اور ہوتی رہی۔ تو برطانیہ اپنی مشتہرہ پالیسی سے ہٹنے پر مجبور نہیں ہوگا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اتحادی طاقتوں کی کوششوں کے نتیجہ میں یونان

اور ٹرکی میں ایسی صلح ہو جائیگی۔ جو عدل و انصاف اور معقولیت پر مبنی ہو۔ اور جو اسلامی دنیا کے لئے اطمینان کا موجب ہوگی۔ اور خاصکر مسلمانان ہندوستان کے لئے جو ملک معظم کی رعایا کا ایک بہت بڑا اور ضروری حصہ ہیں ؛

ہندوستانی انگریزی مقبوضات میں۔

میں دوسرے معاملات کا مفصل ذکر کرکے آپکا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ ہاں مجھے صرف اتنا اور کہنا باقی ہے۔ کہ برطانوی مقبوضات اور نوآبادیوں میں ہندوستانیوں کی جو حالت ہے اس کی وجہ سے یہاں ہندوستان میں بھی بہت سی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ اور جن کا مجھے قدرتی طور پر احساس ہے ؛

گورنمنٹ ہند ہمیشہ اس معاملے میں ہندوستانیوں کے لئے پوری جدوجہد کرتی رہی ہے۔ اسوقت ہندوستان کے نمائندے لنڈن میں موجود ہیں۔ جو عنقریب امپیریل کانفرنس (مجلس شاہی) میں شامل ہونگے۔ اور نوآبادیوں کے نمائندوں کے سامنے ہندوستان کے لوگوں کے خیالات قابلیت کے ساتھ پیش ہو جائینگے۔ اور مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ میں خود بھی اس نہایت ضروری مسئلے پر پوری پوری توجہ دونگا۔ جس کا یہ حق بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ سلطنت برطانیہ میں ہندوستان کی جو پوزیشن ہے۔ اسپر اس کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ میں خود بھی خوش قسمتی سے امپیریل کانفرنس یا شاہی مجلس جنگ میں ان تمام لوگوں سے ملا ہوں۔ جو ملک معظم کے مقبوضات کی طرف سے نمائندے بن کر آئے تھے ؛

وہ ایسے مدبر نہیں جو معقول باتوں پر کان نہ دھریں یا انصاف کے خیالات سے اپنی آنکھیں بند کرلیں مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ ہندوستانیوں کی معروضات پر پوری پوری توجہ دینگے۔ کیونکہ ان کو اپنی ذمہ داریاں بھی بھولی نہیں ہیں۔ جو انپر ان کے ملک اور اہل ملک کی طرف سے عائد ہوتی ہیں۔ اور میرے لئے یہ بات بہت خوش کن ہے کہ وہ لوگ کانفرنس میں ہندوستانی نمائندوں سے

ملینگے۔ اور ان مسائل کو زیر بحث لائینگے۔ ایسے اجلاس ہمیشہ میرے لئے امید اور اعتماد کا باعث ہوئے ہیں ؛

اندرونی معاملات جب سے میں ہندوستان میں آیا ہوں۔ ہندوستان کے اندرونی معاملات کی طرف متواتر توجہ دے رہا ہوں۔ میری اور میرے وزراء کی دلی خواہش یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں ایک ایسی پولیٹیکل حالت پیدا ہو جائے۔ جو زیادہ پر امن اور زیادہ خوشگوار ہو۔ اور جو باہمی سمجھوتہ۔ باہمی ادب و لحاظ باہمی ہمدردی اور قومی مساوات پر مبنی ہو۔ اور میں آپ سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں۔ کہ غلطیوں کی بے جا فخر کے ساتھ حمایت نہیں ہونی چاہیئے۔ اور نہ فرضی رعب کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور میں اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ ہر ایک مجرم کو بلا خوف اور بلا رو رعایت سزا دینی چاہیئے۔ انگریز ہو یا ہندوستانی ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ صبر اور درگذر اور عزم جو کہ انتظام قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اور امن پسند و پابند قانون رعایا کی حفاظت کرنے کے ذریعہ ہندوستان میں رعایا اور حکام کے درمیان بہتر تعلقات پیدا کئے جائیں ؛

برطانوی افسروں کا سلوک ہندوستانیوں سے آپ کے ایڈریس کے مضمون کے متعلق ایک بات میں ضرور کہوں گا۔ اور وہ یہ کہ آپ نے انگریز افسروں کے سلوک کا ذکر کیا ہے۔ جو وہ ہندوستانیوں سے کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کی اس سے کیا مراد ہے۔ اگر آپ کی مراد سول (عہدے داروں) سے ہے۔ تو میرا یقین ہے کہ غلطیاں تو بے شک ہوتی ہیں۔ لیکن دانستہ نہیں کی جاتیں۔ فیصلہ کرتے وقت ہم سب غلطی کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔ کہ برطانوی عہدیدار کسی ہندوستانی سے ملتے وقت قومی برتری ظاہر کرنے کی فکر میں ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ آپ نے یہی بات کہی ہو۔ لیکن چونکہ آپ کے الفاظ سے یہ

معنی لئے جا سکتے ہیں۔ اِس لئے مَیں بغیر ریمارک کرنے کے ان سے نہیں گذر سکتا ٭

میرے پاس جو دُور دراز کے صوبوں کے افسروں کے کاموں کے متعلق رپورٹیں آتی ہیں۔ ان کو مَیں بڑے غور سے مطالعہ کرتا ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ شملہ اور دہلی دو ہی جگہ رہ کر ہم اپنے بہت سے عہدے داروں سے دُور رہتے ہیں۔ لیکن اب تک جو میرا مشاہدہ ہے۔ مَیں نے یہی دیکھا ہے۔ طبعی طور پر مَیں اس دیکھ بھال کو نہایت غور کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہوں۔ کہ یہ لوگ جو ملک معظم اور ہندوستان کے خادم ہیں۔ اپنے اپنے ضلع پر حکومت کرنے میں اپنی ذمے واری کو خوب پہچانتے ہیں۔ اور اپنے اندر فرض شناسی کا اعلےٰ احساس رکھتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں کہ دانائی اور انصاف سے کام کریں۔ لیکن اگر آپکی مُراد برطانوی فوجی افسروں سے ہے۔ جنہوں نے کنگس کمشن حاصل کیا ہے۔ تو پھر بھی مَیں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ یہاں شملے میں جو فوجی امور کے افسران اعلیٰ ہیں۔ اور ان کے ماتحت دیگر برطانوی فوجی آفیسر ہیں۔ دوران ملاقات میں ان سے خاص طور سے دریافت کرتا رہتا ہوں۔ کہ آیا یہ بات واقعی سچ ہے کہ برطانوی افسر ہندوستانیوں پر اپنا نسلی امتیاز قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جو میرے ہم خیال ہیں وہ مجھے یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ مَیں یہ باتیں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ جو بات آپ کی طرف سے ایڈریس میں بیان ہوئی ہے۔ اس کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی نہ پیدا ہو۔ مگر ایک لمحے کے لئے بھی یہ خیال نہ کیجئے۔ ہم لوگ جو شملے میں رہتے ہیں یا دُور دراز اضلاع میں حکومت کرتے ہیں۔ وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ انسانی فیصلہ جات میں غلطی ہو جاتی ہے۔ جو کچھ ہم کر سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ بادشاہ معظم اور ہندوستان کے متعلق اپنے فرض کو اعلیٰ ترین خواہش

کے ساتھ اپنی عزت اور ضمیر کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں ٭

ہندوستان کا سفر عظیم

آخر میں میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں۔ کہ آپ نے لیڈی ریڈنگ کو جو دن بدن اپنے فرائض کی ادائگی میں بڑھتا ہوا اطمینان اور خوشی پاتی ہیں۔ دلی مبارکباد اور دعا دی ہے ٭

اپنے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ آپکی مدد کے وعدہ سے میری ہمت افزائی ہوئی ہے ٭

ہندوستان سلطنت جمہوری اور برٹش ایمپائر میں دوسرے ممالک میں مساوات کے عظیم الشان بحری سفر پر نکلا ہے۔ میں اپنے دل سے اسکی کامیابی چاہتا ہوں۔ مجھے فخر ہے۔ کہ شہنشاہ معظم نے اس جہاز کے چلانے اور حفاظت کے ساتھ ٹھیک راستے پر لیجانے کا بھاری کام ایک وقت کے لئے میرے سپرد کیا ہے۔ لیکن کپتان جہاز جو جہاز کے چلانے والا ہے۔ بغیر ان سب لوگوں کی دلی اور مستعدانہ مدد کے جو جہاز پر سوار ہوں۔ خواہ وہ جہاز کے اعلیٰ و ادنیٰ کارکنان ہوں یا مسافر۔ کامیاب نہیں ہو سکتا اور معزز حاضرین مجھے یقین ہے۔ کہ یہ امداد مجھے آپ کی طرف سے ضرور ملیگی۔ خواہ کسی حیثیت میں آپ کو اس مدد کے لئے بلایا جائے۔ میں آپ کی طرف سے وفادارانہ جذبات کے اظہار پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور نیز اس بات کا بھی شکر گذار ہوں۔ جو آپنے یہ اظہار کیا ہے۔ کہ ہر ضرورت کے وقت آپ سب پر اعتماد کیا جا سکتا ہے ٭

یا اللہ خیر - اعلان! اعلان!! اعلان!!!

اصلی ممیرا بے نظیر چیز۔ مفید تجربہ شدہ دوائی ہے۔ امراض چشم کیلئے اصلی ممیر اصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کا ہے۔ اور حضور ممدوح نے نسخہ بتایا۔ اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ اس نسخہ کا تجربہ قریب سترہ اٹھارہ سال سے میں نے کیا ہے۔ اس یقین پر میں پہنچ گیا ہوں کہ میں اس کا اعلان کروں۔ تمام ان لوگوں کو جو چشم کے امراض میں مبتلا ہوں یا کمزوری نظر ہو یا زیادہ عمر کا ہو یا عینک کے سوا کچھ نہیں پڑھ سکتا یا ککروں کی مصیبت میں گرفتار ہو۔ آٹھ دن اس کا استعمال کریں۔ اگر بے نظیر ثابت نہ ہوا تو وہ واپس کریں۔ میں اسکو بلا چون چرا قیمت واپس کردونگا۔ اور منی آرڈر کا خرچ بھی ادا کردونگا۔ سب سے عمدہ یہ ہے۔ کہ ۳ ماشہ طلب کریں اور تجربہ کے بعد خود معلوم ہوگا کہ میرا اعلان سچ ہے کہ جھوٹ۔ نرخ ممیرا ایک تولہ عہ کی بجائے ۵ؔ اور سرمہ ممیرا ایک تولہ بجائے سے ۱ کے عہ

ست سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ۔ و تنگی نفس و دِق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم و مفتت سنگ گردہ۔ مثانہ و سلسل البول و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں قیمت قسم اوّل عہ تولہ قسم دوم ۸ر

لنگیاں اور کلاہ - ہر قسم کی لنگیاں۔ مشہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید ماشی۔ ریشمی۔ سوتی۔ ٹسری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ؛

المشتہر:- احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر صدر انجمن احمدیہ کے لئے شائع ہوا)